آہ! میرے دوست حکیم محمد اخترؒ

جناب نثار احمد خاں فتحی

یہ تقریباً ساٹھ برس پہلے کی بات ہے کہ میرے پڑوس میں حضرت مولانا تھانویؒ کے ایک مرید مولوی عبدالوحید خانؒ رہتے تھے، جو حضرت تھانویؒ کے حلقہ میں بہت مقبول تھے، ان کے ہی ذریعے اس خاکسار نے بہت سے بزرگوں کی زیارت کی اور بہت سوں کی صحبت بھی نصیب ہوئی، جیسے قاری محمد طیبؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولانا فقیر محمدؒ، ڈاکٹر عبدالحیؒ، مولانا ابرار الحقؒ، مولانا عبدالرحمن کاملپوریؒ، مفتی محمد حسنؒ، حضرت قاری فتح محمدؒ اور دوسرے بہت سے بزرگ۔ انہیں میں حضرت عبدالغنی پھولپوریؒ بھی تھے۔

حضرت پھولپوریؒ کی مجلس میں اکثر جانا ہوتا تھا، ایک نوجوان کتاب پڑھتے تھے، درمیان میں ان پر گریہ بھی طاری ہوتا، بعد میں معلوم ہوا کہ ان کا نام حکیم محمد اختر ہے اور یہ حضرت پھولپوریؒ کی دوسری بیوی کے بیٹے ہیں۔ حضرت پھولپوریؒ کے انتقال کے بعد حکیم محمد اختر اپنے طبی مشغلے کی طرف مشغول ہوگئے، اس وقت تک ان سے کوئی بیعت نہیں ہوا تھا۔ یہی زمانہ تھا جب یہ خاکسار عبدالوحید خانؒ کے ساتھ حکیم محمد اختر کے یہاں جایا کرتا تھا، کئی کئی گھنٹوں پر محیط بڑی پُر لطف نشست ہوا کرتی تھی، مختلف موضوع پر گفتگو ہوتی، درمیان میں شعروشاعری کا سلسلہ بھی چلتا تھا۔ میرے اشعار بہت پسند کرتے تھے، خاص طور پر یہ میرے تین اشعار ابتدا میں ان کے وعظ کی جان ہوا کرتے تھے:

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے
مستند رشتے وہی مانے گئے
جن سے ہوکر تیرے دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

چنانچہ میری کتاب ''حسرتِ نایافت'' پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نثار صاحب میرے قدیم دوستوں میں سے ہیں، ان کے کلام سے احقر ذاتی

طور پر بہت متاثر ہے اور اپنے مواعظ میں ان کے یہ تین اشعار اکثر پیش کرتا رہتا ہے، جو آفاق عالم میں غلغلہ مچاتے رہتے ہیں''۔

حق تعالیٰ کے یہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس کے علاوہ حق تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہتے ہیں، اس کے لوازمات اور معاون اسباب بھی غیب سے عطا کر دیئے جاتے ہیں۔ جس طرح کوہِ آتش فشاں میں گرم لاوا ابلتا اور پکتا رہتا ہے، پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ پھٹ کر باہر نکلتا ہے اور دور دور تک اپنی آتش فشانی کے جوہر دکھاتا ہے، بالکل اسی طرح حکیم محمد اخترؒ کے دل میں بھی خدا کی محبت، اس کی فرمانبرداری اور اتباع سنت اور دعوت الی اللہ کا کوہ آتش فشاں دہک رہا تھا، جو وقت آنے پر ایسا پھٹا کہ ہزاروں لوگوں کے پتھر دلوں کو نرم کر گیا، ہزاروں پیاسی زبانوں کو خدا کی محبت کی چاشنی دے گیا، ہزاروں حسن فانی کے پرستاروں کو حسن حقیقی کا عاشق بنا گیا۔ وہ جس خزاں رسیدہ جگہ گیا، اس کو رشک بہار بنا گیا۔ ہندوستان، پاکستان، افریقہ، پیرس، ری یونین، بنگلہ دیش، وہ جس جگہ بھی گیا، اس نے اپنی شعلہ بیانی سے ہر سامع کے دل میں محبت الٰہی کا شعلہ رکھ دیا، اس نے ہر بولہوس کی آنکھیں نیچی کر دیں، تاکہ آبروئے شیوۂ اہل نظر برقرار رہے۔

حکیم محمد اخترؒ کی تقریر کا انداز مختلف اور بڑا عجیب تھا۔ دن میں دو دو، تین تین مرتبہ تقریر اور ہر تقریر خود شہادت دیتی کہ ''آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں'' پھر دوران تقریر علامہ آلوسیؒ کی تفسیر ''روح المعانی'' اور ملا علی قاریؒ کی ''مرقاۃ'' کے برجستہ حوالے، مضمون کی مناسبت سے اردو اور فارسی کے اشعار، بزرگان دین کے واقعات، اپنے مشائخ واکابرین کے حالات اور ملفوظات، یہ ساری چیزیں ملا کر ان کی تقریر کو اس قدر دلچسپ بنا دیتی تھیں کہ سامعین ''وہ کہیں اور سنا کرے کوئی'' کا مصداق بن جاتے تھے۔ میری چونکہ بے تکلفی تھی، اس لیے ایک دن میں نے کہا: حکیم صاحب! آپ کے شیخ مولانا ابرارالحق صاحب بھی یہاں تقریر کرتے ہیں، مگر آپ کی تقریر میں جو لطف آتا ہے وہ ان کی تقریر میں نہیں آتا۔ کہنے لگے: میرے شیخ اسٹرکچر (Structure) تیار کرتے ہیں، میں اس پر ڈسٹیمبر (Distember) کرتا ہوں۔ حکیم محمد اخترؒ میں حس مزاح بھی بہت اعلیٰ درجہ کی تھی، جو انسان کے زندہ دل ہونے کی نشانی ہے۔ مجھے اکثر خانقاہ میں دیکھ کر مسکراتے اور کہتے ''جان تم پر نثار کرتا ہوں'' میں جواب میں کہتا ''اس کا میں اعتبار کرتا ہوں'' بہت خوشی کا اظہار کرتے۔

حکیم محمد اخترؒ کے تمام مواعظ، مکتوبات اور تقاریر کا مرکزی خیال کیا تھا؟ میر عشرت جمیل صاحب ''فیضان محبت'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت والا کا کلام نہ گل وبلبل کے قصے ہیں، نہ شراب معشوقان فانی کی لچر داستانیں، بلکہ حسن فانی وعشق مجازی اور بدنظری کے خلاف اعلان جہاد ہے۔ اس روحانی کینسر کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو خاص توفیق بخشی ہے۔ اکابر علماء بھی اس بات کے معترف ہیں کہ اس موضوع خاص میں حضرت والا مویدمن اللہ ہیں''۔

میر صاحب نے جو کچھ لکھا، وہ سو فیصد درست ہے اور اس کے گواہ حکیم محمد اختر صاحب کے وہ سینکڑوں مواعظ ہیں، جو اَب کتابی شکل میں موجود ہیں اور کئی زبانوں میں ترجمہ کیے گئے ہیں، جن سے ایک دنیا فیض اٹھا رہی ہے اور یہ بہترین ترکہ اور صدقۂ جاریہ ہے، جو حکیم محمد اختر ؒ چھوڑ کر گئے ہیں۔

حکیم محمد اختر ؒ کے انتقال کی خبر مجھے رات کے دس بجے کے قریب موصول ہوئی، فوراً خانقاہ کا رخ کیا، اس امید پر کہ شاید مجھے غسل وغیرہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہو جائے، مگر وہاں جا کر دیکھا تو غسل شدہ کفن پوش میت ایک کمرہ میں رکھی ہوئی ہے، جس کے چاروں طرف شیشے لگے ہوئے تھے اور باہر سے لوگ چہرہ کی زیارت کر رہے تھے۔ میں نے بہت سے بزرگوں کے چہرہ کی دفن سے قبل زیارت کی ہے، مگر میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ایسا پُر نور، پُرسکون اور شاداب چہرہ میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ مجھ اندھے کو معلوم نہ تھا کہ انوار کسے کہتے ہیں، حکیم محمد اختر ؒ کا چہرہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اب دیکھ لو، اتباعِ سنت کے انوار کیسے ہوئے ہیں! ۔ حکیم محمد اختر ؒ کے چہرے کی زیارت سے میرے قلب پر ایک خاص روحانی اثر ہوا ہے، جو اَب تک قائم ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ سب نے ایسا ہی دیکھا یا خاص طور پر مجھے دکھایا گیا ہے اور ایک دیرینہ دوست نے اپنی دوستی کا حق ادا کیا ہے۔

دوسرے دن نماز جنازہ کے لیے روانہ ہوا، لیکن انتہائی کوشش کے باوجود نماز میں شرکت نہ کر سکا، خانقاہ کے باہر ہزارہا لوگوں کا ہجوم جمع تھا، ٹریفک جام ہو گیا تھا اور ایک کو دوسرے کی خبر نہیں تھی۔ خواجہ خان محمد ؒ کے جنازے کے بعد غالباً یہ دوسرا جنازہ تھا، جس میں اس قدر کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

آج سے تقریباً بیس، پچیس برس پہلے میں نے کچھ اشعار حکیم محمد اختر صاحب ؒ کے متعلق کہے تھے، جس میں میرے حسن ظن کو زیادہ دخل تھا، مقطع میں دعا بھی کی تھی کہ الٰہی! میرے اس حسن ظن کو حقیقت میں بدل دے، بعد کے حالات گواہی دیتے ہیں کہ دعا قبول ہوگئی، وہ اشعار یہ ہیں:

اسم ہادی کا نام مظہر ہے
ہم میں ایسا بھی اک قلندر ہے

بیش و کم کے غموں سے فارغ ہے
گھر میں رہتے ہوئے بھی بے گھر ہے

چہرہ تقویٰ کے نور سے روشن
شمع ایماں سے دل منور ہے

جس کو حاصل ہے نسبتِ امداد
نسبتوں میں جو اِک سمندر ہے

باتیں کرتا ہے جذب ومستی کی
سوختہ جاں ہے دل بھی مضطر ہے

عشق کے سوز و ساز کی اس کو
سب کتاب و حدیث ازبر ہے
ہر نشست اس کی راحت جاں ہے
ہر بیاں اس کا روح پرور ہے
کام اس کا رفوگری دل کی
نام اس کا حکیم اختر ہے
حسن ظن کو نثار کے یا رب!
سچا کردے تو بندہ پرور ہے

حق تعالیٰ حکیم محمد اخترؒ کو ان کی خدماتِ دین کے صلے میں ہماری اور تمام معتقدین کی طرف سے بہترین جزائے خیر اور جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ حکیم محمد مظہر صاحب اور میر عشرت جمیل صاحب کے غم میں یہ خاکسار برابر کا شریک ہے، مگر تاب لائے ہی بنے گی غالب! واقعہ سخت ہے اور جان عزیز۔

آج رخصت جہاں سے داغ ہوا
خانۂ عشق بے چراغ ہوا